بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قربانی

(از عبدالحیٰ انصاری)

و اذا بتلی ابراھیم ربہ بکلمات فاتمھن قال انی جاعلک للناس اماما

یوں تو آپ زندگی بھر حوادثات آلام، مصائب اور محن سے دوچار رہے لیکن کبھی کسی رنج والم اور کرب و غم کو خاطر میں نہ لاتے۔ مگر اک محرومی جو رہ رہ کر محسوس ہوتی رہی۔ ایک کمی جو دل پر نقش کیطرح کندہ ہو گئی ایک امنگ اور خواہش جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دوچند ہوتی چلی گئی۔ جیسے جیسے اس کے وقوع کے آثار ناپید و معدوم ہوتے جا رہے تھے آرزو اور چاہت کے شعلے بام عروج سے ہم آہنگ ہوتے جا رہے تھے۔ ایسا کیوں نہ ہوتا۔ اولاد انسان کی کمزوری ہے عام انسان تو ایک طرف انبیاء علیہم السلام تک کاسہ گدائی لیے در رب العالمین پہ دستک دیتے نظر آتے ہیں:

دیوانے بھی شیدائی فرزانے بھی شیدائی

بلاشبہ بچیاں بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت اور رحمت ہیں لیکن نرینہ اولاد کا مزہ و لطف کچھ اور ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی اس کمزوری کو اس طرح بیان فرمایا ہے:

اذا بُشّر أحدکم بالانثی ظل وجھہ مسودًا فھو کظیم

مشرکین مکہ نے جب فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ثابت کرنا چاہا تو فرمایا

الکم الذکر ولہ الانثی تلک اذا قسمة ضیزی

دنیاوی نقطہ نظر ہی سے نہیں بلکہ دینی خدمت گزاری شرعی امور کی تبلیغ و تنفیذ و تشہیر میں جو کردار بچہ ادا کر سکتا ہے لڑکی نہیں کر سکتی۔ جیسا کہ ام مریم کا قول قرآن میں ذکر فرمایا:

لیس الذکر کالانثیٰ۔

حضرت ذکریا علیہ السلام نے بھی اللہ تعالیٰ سے لڑکا ہی مانگا اور کہا:

وانی خفت الموالی من ورائی و کانت امراتی عاقرا فھب لی من لدنک ولیا۔ یرثنی و یرث من ال یعقوب

یہی خواہش ابراہیم علیہ السلام کے دل میں گھر کر چکی تھی جس کا اظہار انہوں نے ان الفاظ سے کیا:

رب ھب لی من الصالحین

دعا شرف قبولیت پا گئی۔

فبشرنہ بغلام حلیم

یوں تو اولاد عمر کے کسی بھی حصے میں میسر آئے انسان کے لیے نعمت گراں مایہ و انمول ہوتی ہے۔ بالخصوص جب یہ بڑھاپے میں ملے تو جیسے بے سہارے کو سہارا مل گیا ہو یا پیری میں عصا ہاتھ آگیا ہو یا گلشن خزاں رسیدہ میں بہار آگئی ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی اسماعیل علیہ الصلاۃ والسلام سے بڑھاپے میں نوازا گیا۔ اسی لیے جب ملائکہ نے ابراھیم علیہ السلام کو بچے کی بشارت دی تو بیوی بے ساختہ پکار اٹھی:

قالت عجوز عقیم

بوڑھے باپ کے دل میں اکلوتے اور چہیتے بیٹے کی محبت کس درجہ کی ہو گی۔ اس کا اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں رہا ہو گا۔ بچہ ابھی بچپن سے نکل کر لڑکپن میں قدم زن ہوا ہی تھا اور باپ کے ساتھ آمدورفت کا سلسلہ شروع ہوا ہی تھا کہ والد گرامی نے اپنے لخت جگر آنکھوں کے نور اور دل کے سرور کو خواب میں اپنے ہی ہاتھوں ذبح کرتے ہوئے دیکھا تو فوراً جان گئے کہ اللہ تعالیٰ کیا چاہتا ہے۔ کس چیز کا مطالبہ ہے اور کیا کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ یہ کوئی پہلی آزمائش نہیں تھی بلکہ زندگی اسی دشت کی سیاحت میں گذر گئی تھی۔ نہ ماتھے پہ شکن نہ چہرے پر تغیر، نہ دل میں ملال نہ زباں پہ مقال۔ سچ ہے کہ:

خوگر ہو انسان دکھوں سے مٹ جاتا ہے دکھ
مشکلیں مجھ پر پڑی اتنی کہ آساں ہو گئیں

یا پھر:

بڑھی اس قدر میری منزلیں کہ قدموں کے خار نکل گئے

بیٹے کو خواب سنایا اور رائے معلوم کی۔

یبنی انی اری فی المنام انی اذبحک فانظر ما ذا تری

بیٹے میں نے خاب دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ تمہاری کیا رائے ہے۔ بیٹے نے حق فرزندی ادا کیا اور وہی جواب دیا جو ایک نبی کے بیٹے کو زیب تھا۔ یا ایک نبی بننے والے کے شایان شان تھا۔ چنانچہ عرض کی:

یا ابت افعل ماتؤمر ستجدنی ان شاءاللہ من الصابرین

اقبال نے اسمٰعیل علیہ السلام کی اسی برخورداری و حق پسری کی ادائیگی پر کہا:

وہ فیضان نظر تھا یا مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

ابراھیم علیہ السلام بھی بچے سے یہی سننا چاہتے تھے جو انہوں نے سن لیا۔ یہی معلوم کرنا چاہتے تھے جو معلوم کر لیا۔ یہی محسوس کرنا چاہتے تھے جو محسوس کر لیا۔ اب نہ توقف نہ تاخیر نہ انتظار اور نہ ہی یہ ابراھیم علیہ السلام کا مزاج تھا۔ بلکہ ان کی طبیعت تو یہ تھی کہ:

اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العالمین

چنانچہ حسب سابق بمطابق طبع و مزاج

فلما اسلما وتلہ للجبین

بچے کو پیشانی کے بل لٹا لیا۔ باپ ذبح کرنے اور بیٹا ذبح ہونے کی ہیئت و پوزیشن میں چلے گئے تو منادی سماء نے ندا دی:

ان صدقت الرویا انا کذالک نجزی المحسنین ان ھذا لھوالبلاء المبین وفدیناہ بذبح عظیم

شاید کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ بچہ تو ذبح ہوا ہی نہیں خواب سچا کیسے ہو گیا۔ تو گذارش ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے آپ کو خواب میں اس حالت میں دیکھا تھا کہ وہ بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں۔ یہ نہیں کہ ذبح کر چکے ہیں۔ چنانچہ قرآن کے الفاظ ہیں: "انی اذبحک" (میں ذبح کر رہا ہوں) چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے اس حالت و ہیئت کو پورا کر دیا۔ چنانچہ خواب مکمل طور پر سچا ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی جگہ جنت سے ایک دنبہ بھیج دیا۔ جو اسماعیل علہ السلام کی جگہ ذبح ہوا۔ ابراھیم علیہ السلام کی یہ ادا رب العالمین کو اس

قدر بھائی کہ اسے رہتی دنیا تک کے لیے اسوہ قرار دیدیا۔ مسلمان ہر سال عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانیاں کرتے ہیں اور اسی سنت کو زندہ کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا:

ماھذہ الاضاحی یا رسول الله

(یہ قربانیاں کیا ہیں)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

سنة ابیکم ابراھیم

تمہارے باپ ابراھیم کی سنت ہے۔ ہمیں بھی اسی خلوص اور للہیت سے قربانی کرنی چاہیے۔ جس کا اظہار حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا۔ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں دس سال رہے اور قربانی کرتے رہے۔

اقام رسول اللهؐ بالمدینہ عشر سنین یضحی (ترمذی)

قربانی کا جانور دوندا ہونا ضروری ہے۔ اگر مشکل پیش آئے تو ایک سال کا دنبہ بھی ذبح ہوسکتا ہے۔

لا تذبحوا الامسنة الا ان یعسر علیکم فتذبحوا جزعة من الضأن (رواہ مسلم بحوالہ مشکوۃ)

ان اللہ جمیل ویحب الجمال کا تقاضا یہ ہے کہ جو جانور اللہ تعالیٰ کیلئے قربانی کیا جائے وہ اعلیٰ، عمدہ، خوبصورت اور بہترین ہونا چاہیے۔ جانور ظاہری بیماری سے منزہ ہو، بھینگا نہ ہو، لنگڑا کر نہ چلتا ہو، کمزور، نحیف اور لاغر نہ ہو۔ کان کٹا یا سنگ ٹوٹا نہ ہو۔ بعض لوگ جانور کا خصی ہونا عیب شمار کرتے ہیں حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے دو خصی جانوروں کی قربانی دی۔

ضحٰی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکبشین سمینین املحین اقرنین موجوئین (احمد)
اونٹ کی قربانی دس اور گائے کی قربانی میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ (ابوداؤد ج ۳ صفحہ ۵۲)

قربانی عید الاضحیٰ کی نماز ادا کرنے کے بعد ذبح کرنی چاہیے۔ جو آدمی پہلے ذبح کرے گا اس کی قربانی نہیں ہوگی۔

ذبح کرتے وقت جانور کو قبلہ رخ لٹانا چاہیے۔ اس کے پہلو پر پاؤں رکھ کر بسم اللہ واللہ اکبر پڑھ کر ذبح کرنا چاہیے۔ نیز ذبح سے پہلے مندرجہ ذیل دعا پڑھنا بھی احادیث سے ثابت ہے۔

انی وجھت وجھی للذی فطر السموات والارض علی ملة ابراھیم حنیفاً وما انا من المشرکین ان صلوتی و نسکی و محیای و مماتی للّٰہ رب العالمین لا شریک لہ و بذالک امرت و انا من المسلمین اللھم منک ولک (احمد۔ ج۳ صفحہ۳۷۵ ابوداؤد ج۳ صفحہ۵۲)
قربانی کا گوشت خود کھانا صدقہ کرنا اور ذخیرہ کرنا جائز ہے۔

کلوا و تصدقوا وادخروا

قربانی کے جانور کی کھال اور اس کی دیگر اشیاء صدقہ کرنی چاہئیں۔ قربانی کی کھال قصاب کو بطور اجرت دینا ممنوع ہے۔ اسی طرح قربانی کی کھال ائمہ مساجد کا حق سمجھنا ناجائز ہے۔ ہاں اگر امام غریب و نادار ہو تو کھال دی جا سکتی ہے۔ یوم النحر اور اس کے علاوہ تین دن قربانی کے دن ہیں یعنی مجموعی طور پر قربانی کے چار دن ہیں۔ (دس۔ گیارہ۔ بارہ۔ تیرہ ذوالحج) (زاد المعاد جلد اول صفحہ ۲۴۶)